حالیہ بحران میں قادیانی ہاتھ

محمد عبدالغفور

ایک شعر ہے جو ذہن میں لانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ٹھیک سے یاد نہیں آ رہا۔ غالباً کچھ اس طرح سے ہے

فتنہ بساطِ عالم میں جب بھی کوئی اٹھتا ہے
یا تمہاری محفل سے' یا میرے غریب خانہ سے

اس شعر کے بار بار یاد آنے کی وجہ ایک خبر ہے جو حال ہی میں ایک کثیرالاشاعت قومی روزنامے میں شائع ہوئی ہے۔ خبر کا لب لباب کچھ یوں ہے کہ مرزا طاہر نے جو آج کل قادیانی فرقے کا سربراہ ہے۔ اوکاڑہ کے ایک شہری کی وساطت سے منظور احمد وٹو کو دس کروڑ روپے بھیجے ہیں تاکہ پاکستان میں افراتفری' انتشار اور عدم استحکام پیدا کرنے کے لیے جو بھی تحریک اٹھے اس پر خرچ کیے جائیں۔

اس کے بعد یہ خبر بھی منظرعام پر آئی کہ صدر مملکت' جو وفاق کی علامت ہیں' خود بھی قادیانیوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور حال ہی میں انہوں نے معروف قادیانی بیوروکریٹ ایم ایم احمد سے رابطہ کیا ہے یا اس نے صدر مملکت سے ملاقات کی ہے۔

ان خبروں کے بعد ایک معروف انگریزی روزنامے کا اداریہ پڑھنے کو ملا جس میں دھیمی آنچ میں اس "مظلوم" کمیونٹی کا دفاع کیا گیا تھا اور اسے بے ضرر اور بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ان واقعات کے بعد علماء کرام کی طرف سے بیانات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس صورتحال سے جو مجموعی تاثر ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ وطن عزیز میں عدم استحکام پیدا کرنے اور اسے مختلف گوشوں سے نقصان پہنچانے کی جب کبھی کوئی کوشش کی گئی ہے اسے قادیانیوں کی طرف سے دامے' درمے' سخنے حمایت حاصل رہی ہے۔ یہ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جو اس کمیونٹی کے دفاع میں کی جانے والی تمام تر مساعی کے باوجود اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ وطن عزیز میں رونما ہونے والے زہرہ گداز اور دلفگار واقعات کی پوری کی پوری ذمہ داری اسی ایک فرقہ پر ڈال کر خود بری الذمہ ہو جائیں اور ہنود' یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں کا سرے سے نوٹس ہی نہ لیا جائے اور انہیں درخور اعتنا ہی نہ سمجھا جائے۔

اس کالم کے چھپنے تک وطن عزیز کی حالت نہ جانے کیا سے کیا ہو چکی ہو گی کیونکہ حالات لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدل رہے ہیں لیکن آج یعنی ۱۶ جولائی کو بھی جو حالت ہے اسے اس سطح تک پہنچانے کے لیے دوسروں سے زیادہ تو ہم خود ذمہ دار ہیں اور ہم پر سید ضمیر جعفری کا یہ مصرع پوری طرح صادق آتا ہے۔

اے ارضِ وطن تیرے سر کی قسم
تیرے دشمن ہم تیرے قاتل ہم

جہاں تک دیگر عوامل کا تعلق ہے تو ہنود و یہود کی ریشہ دوانیوں میں اگر وہ حماقتیں بھی جمع کر لی جائیں جو ہم نے من حیث القوم خود کی ہیں تو باقی جو بچتا ہے وہ قادیانیوں کی سازشیں ہیں۔ خواہ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ میری ذاتی رائے شروع سے یہ رہی ہے کہ پورے عالم اسلام میں بالعموم اور وطن عزیز میں بالخصوص جب کبھی کوئی فتنہ برپا ہوتا ہے۔ اس میں قادیانیوں کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے اور فتنہ برپا کرنے والوں کو ان کی اشیرباد ضرور حاصل ہوتی ہے۔ عادت سے مجبور ہو کر ہم اسے خفیہ ہاتھ بھی کہہ لیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس مخصوص فرقے کی ناقابل تغیر فطرت ہی یہ ہے کہ اپنی سرگرمیاں زیر زمین جاری رکھتا ہے اور پس منظر میں رہ کر عالم اسلام اور خاص طور پر پاکستان کو گزند پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

اب سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ قادیانی فی الواقع اسلام' عالم اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں؟ اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ جو مذاہب' قومیں اور ممالک پاکستان کے کھلے دشمن ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ ان کے ہاں قادیانیوں کی پذیرائی ہوتی ہے یا نہیں۔ مثال کے طور پر یہودیوں اور ان کے وطن اسرائیل کی پاکستان دشمنی میں کیسے شک ہو سکتا ہے اور اسرائیل جس طرح کھلے دل سے قادیانیوں کو خوش آمدید کہتا ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے؟ اسی طرح قادیانی'

برطانیہ، امریکہ اور یورپی ممالک میں جب جانا چاہیں بڑی آسانی سے جا سکتے ہیں۔ ویزے کا حصول ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں۔ اب ذرا منطقی پہلو سے اس مسئلے کا جائزہ لیں۔ اصول کی بات یہ ہے کہ:

دوست کا دوست ------ دوست ہوتا ہے
دشمن کا دشمن ------ دوست ہوتا ہے
دشمن کا دوست ----- دشمن ہوتا ہے

اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن جہاں کہیں اور جس صورت میں بھی ہیں، قادیانیوں کے دوست ہیں۔ بہی خواہ ہیں اور ان کے سرپرست ہیں اسی طرح قادیانی ان کے حلیف ہیں بلکہ کس حد تک آلہ کار ہیں۔ البتہ یہ ہنود و یہود و نصاریٰ سے اس وجہ سے زیادہ خطرناک ہیں کہ انہوں نے اپنے اوپر اسلام کا لیبل چپکا رکھا ہے۔ لیکن دشمنان اسلام سے مل کر انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے "الکفر و ملتہ واحد" اور اسلام کے خلاف اصل میں یہ ایک ہیں، باہم دگر حلیف ہیں اور اسلام اور پاکستان کے خلاف مل کر صف آرا ہیں۔ پاکستان کے اندر رہتے ہوئے یہ ہمیشہ اپنا وزن اس سیاسی پارٹی کے پلڑے میں ڈالتے ہیں جو ان کے خیال میں اسلام سے دور اور وطن عزیز کی سالمیت اور یکجہتی میں کم سے کم دلچسپی رکھنے والی ہو۔ اب یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ قادیانی کون سی سیاسی جماعت کو انتخابات میں کامیاب کرانے کے لیے عملی جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ کون سی سیاسی شخصیت یا سیاسی جماعت ہے جس کے لیے، راجیو گاندھی، سٹیفن سولارز اور مارک سیگل جیسے دشمنان اسلام واشگاف الفاظ میں کہا کرتے تھے کہ اگر ان کا ووٹ پاکستان میں ہوتا تو وہ فلاں سیاسی شخصیت اور اس کی پارٹی کے حق میں استعمال کرتے۔ اس پر بھی اگر ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو اسے بدقسمتی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟

اب جب کہ پاکستان تھوڑا بہت ترقی کی راہ پر چل نکلا تھا اور بیرونی بیڑیاں دھیرے دھیرے توڑنے لگا تھا۔ یہ بات ان دین اور وطن دشمنوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور وطن عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لیے ساری مخالف قوتیں مجتمع ہو گئیں۔ جب وفاق میں شامل یونٹیں ہی مرکز پر یلغار کر دیں، دھاوا بول دیں۔ صریح غنڈہ گردی کا مظاہرہ کریں تو پھر کہاں کا وطن، کیسا ملک، کیسی حکومت؟ یا خدا۔ یہ دن دیکھنا بھی ہماری قسمت میں لکھا تھا کیا؟

اسلام کے مقابلے میں تمام غیر مسلم ایک ہیں۔ سب متحد ہیں۔ اسلام کو کسی قسم کا گزند پہنچے تو تمام خوش ہوتے ہیں۔ عالم اسلام کو کوئی کامیابی حاصل ہو تو سب کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔

سورہ آل عمران کی آیات ۱۱۸ سے ۱۲۰ اور پھر سورہ النساء کی آیت نمبر ۱۴۴ میں بھی خاص طور پر اہل ایمان کو کفار کے ساتھ دوستی سے منع کیا گیا ہے۔

اب جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے قادیانیوں کو چھوڑ کر ہنود، یہود و نصاریٰ سے اس کا براہ راست تصادم تو نہیں لیکن وطن عزیز میں اس نے اپنے گماشتے ضرور چھوڑ رکھے ہیں جو ان کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ اور وطن عزیز کو افتراق و انتشار سے دوچار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان عناصر کی شناخت کوئی ایسی مشکل بھی نہیں جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے آپ کو اسرائیل سے اس کی ایجنسی موساد سے بھارت سے اور اس کی ایجنسی را سے یا بھارتیہ جنتا پارٹی، شیو سینا اور بھارت کے بدنام متعصب ہندو لیڈر ایل کے ایڈوانی سے، امریکہ کے سٹیفن سولارز، مارک سیگل سے گالبرتھ اور اسی طرح کے یہودی اور یہود نواز لیڈروں بشمول مرزا طاہر قادیانی سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ وہ پاکستان میں کون سی سیاسی پارٹی اور کس لیڈر کی حکومت دیکھنا پسند کریں گے؟ سو فیصد امکان ہے کہ ان سب کا جواب ایک ہی ہوگا۔ تو گویا ہم ایک طرح سے اس پارٹی کے ہاتھوں میں کھیل کر، اس کی قائد کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر ہنود و یہود کا کھیل کھیل رہے ہیں جن سے دوستی کرنے سے ہمیں کتاب مبین میں منع کیا گیا ہے۔

اتنا کچھ لکھنے کے بعد میرے خیال میں اب پارٹی اور اس کے قائد کا نام لینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ۔

خوشتر آں باشد کہ سر "دلبراں" گفتہ آید در حدیث دیگراں۔

بشکریہ

ہفت روزہ "زندگی" لاہور

۲۴ر تا ۳۰ر جولائی ۱۹۹۳ء